جگر پارۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سیدۃ النساء
فاطمۃ الزہراء
رضی اللہ تعالیٰ عنہا
از قلم
محترمہ سلمیٰ فردوس
رضا اکیڈمی لاہور پاکستان

جگر پارۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدۃ النساء

فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از قلم

محترمہ سلمیٰ فردوس

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور پاکستان

سلسلہ کتب 210

نام کتاب: .... سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تصنیف: .... محترمہ سلمہ فردوس صاحبہ

صفحات: 24

مطبع: .... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون 7357159

ناشر: .... رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

ہدیہ: .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی

نوٹ

بیرون جات کے حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون: 7650440

لاہور نمبر ۳۹

مختصر تعارف

جامعہ فاطمۃ الزہریٰ رضی اللہ عنہا

کے زیر اہتمام انجمن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رجسٹرڈ قائم شدہ ادارہ بمقام جامع مسجد تالاب والی میں جامع فاطمۃ الزہریٰ رضی اللہ عنہا برائے طالبات جناب صاحبزادہ الحاج محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب کی سرپرستی میں شب و روز درس قرآن میں مصروف عمل ہے۔ گزشتہ 6 سال کے قلیل عرصہ کے دوران جامعہ نے علاقہ میں اپنا تعلیمی سکہ منوایا ہے۔ اس محدود عرصہ میں اب تک 77 طالبات نے قرآن پاک حفظ کرنے اور 16 طالبات نے ترجمہ وتفسیر القرآن کی سعادت حاصل کر لی ہے۔ جامعہ میں اس وقت 300 طالبات حفظ و ناظرہ وترجمۃ القرآن وتفسیر کی سعادت حاصل کر رہی ہیں۔ 11 اساتذہ کرام خدمت قرآن میں مصروف عمل ہیں۔ اس تمام کامیابی کا سہرا انجمن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدر اور پرعزم کارکنوں محمد ضیاء المصطفیٰ رضوی اور جنرل سیکرٹری محمد امین چشتی اور معاونین کے سر ہے۔

جامعہ ہذا کو مزید فعال بنانے کیلئے آپ مالی تعاون وظہرانہ، زکوٰۃ، عطیات، صدقات دیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کوشش کو بصد عجز و نیاز اپنے محسن و مربی ' استاد و مرشد ' پیر طریقت ' رہبر شریعت ' عالم باعمل ' استاد العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی بانی و مہتمم مرکزی دارالعلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ پنج پیر گوجر پورہ لاہور کی خدمت عالمہ میں پیش کرتی ہوں ۔ جن کی تربیت ' نگاہ کرم ' اور ہمہ وقتی دعاؤں سے میں کچھ پڑھنے اور لکھنے کے قابل ہوئی ۔

سوئے دریا تحفہ آور دم صدف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

سلمہ فردوس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم معاشرہ عجب کیفیت سے دوچار ہے ۔ کوئی منزل نہیں ۔ کوئی راہی نہیں ۔ کوئی راہنما نہیں ۔ مسلمانوں کا وہ قابل رشک انداز فکر نہیں ' اور اس کا عزم جواں نہیں ۔ ایسا کیوں ؟ اس لئے ہے کہ اس کو جنم دینے والی وہ ماں نہیں ۔ جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی تھی ۔ جو محمد بن قاسم کو ملی جو طارق بن زیاد کو ملی جو امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی کو ملی ۔

آخر ایسی ماں کہاں گئیں ۔ دیکھیں تو ساری کی ساری گنگا الٹی بہہ رہی ہے ۔ سارے کا سارا معاشرہ بگاڑ کا شکار ہے ۔ تمام کے تمام افراد ذمہ داریوں سے غافل ہیں ۔ جس کا نتیجہ لادینیت ' فحاشی ' عریانی ' اخلاقی اقدار کا فقدان مغربی یلغار کی صورت میں سامنے ہے ایسے میں ہر کوئی اس سیلاب میں بہتا چلا جا رہا ہے ۔ اس کا شکار دوسروں کی طرح آج کی وہ بیٹی بھی ہے جس پر قوم کی تقدیر سنوارنے کی ذمہ داری ہے ۔ ہائے افسوس ! وہ اس ذمہ داری سے غافل ہے ۔ اسے غافل بنانے میں ہم سب مجرم ہیں کیونکہ وہ جدھر نگاہ اٹھاتی ہے اسے راہ حق سے ہٹانے اور بھکانے کے سامان موجود ہیں ۔ وہ فحاشی و عریانی کا خاتمہ چاہتی ہے مگر فحاشی و عریانی کو ثقافت کے نام کی ملمع کاری کر کے تمام ذرائع ابلاغ کا اہم حصہ بنا کے ' اسے بدی اپنانے پر مجبور کیا جاتا ہے ۔ وہ پردہ و حجاب سے اپنی قدرتی عزت و وقار کی حفاظت کرنا چاہتی ہے تو اس کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ پردہ و حجاب تمہارے لیے قید ہے ' پابندی ہے ' سلب آزادی ہے ' تمہاری صلاحیتوں کا قاتل ہے تم سے تمہارے حقوق کا غاصب ہے ۔ وہ راہ حق پر چلنا چاہتی ہے تو اس کو قدامت پسند ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے ۔ اس پر بنیاد پرستی کا لیبل چپکا دیا جاتا ہے ۔ غرض یہ کہ فیشن پرستی ' انا پرستی ' نیم برہنگی ' اخلاقی گراوٹ ' اور دین سے دوری کو نئی زمانہ ضرورت بنا کر پیش کیا جاتا ہے ۔

ایسے میں حوا کی بیٹی کیا کرے؟ وہ تنہا اس سیلاب کا مقابلہ کیسے کرے؟ وہ اس صورت میں کس طرف رجوع کرے؟ کس سے راہنمائی لے کس کو آئیڈیل بنائے؟

کیا وہ راہ حق پر چلنا چھوڑ دے؟ اپنی اس عظیم خواہش کا دیپ بجھنے دے؟ نہیں ..... اسے اپنے دیپ سے اور دیپ جلانے ہیں۔ اسے راہ حق پر آگے بڑھنا ہے۔ اس راہ کی ہم راہیوں کا ساتھ دینا ہے۔ کنیزان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک قافلہ بنانا ہے اور اس کے لیے اسے ایک آئیڈیل منتخب کرنا ہے۔

اس انتخاب کے لیے وہ نظر دوڑاتی ہے تو اس کی نگاہ ایک ایسی ہستی پر جا ٹھہرتی ہے۔ جسے بیوی کی حیثیت سے دیکھا تو شیر خدا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی بیوی پایا۔ جب بیٹی کی حیثیت سے دیکھا تو ہادی کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی پایا اور جب اس پر نگاہ ڈالی تو سیدۃ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پایا۔

آیئے اس عظیم ماں، قابل رشک بیوی اور آئیڈیل بیٹی کی حیات طیبہ اور فضائل و خصائص سے آگہی کا شرف حاصل کریں اور اپنی سیرتوں کی تکمیل ان کی روشن سیرت سے کریں۔

لب کشائم کنوں بنام بتول
جسم او جزو جسم پاک رسول

میں سیدۃ بتول کے نام سے لب کشائی کرتی ہوں۔ جن کا جسم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کی جز ہے۔

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا

اسم گرامی

سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت محمد مصطفٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

القاب

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے جمال و کمال کے سبب " الزہراء " کا لقب ملا۔ زہراء کے معنی ہی روشن و چمکیلے چہرے والی ہے اور سیدۃ کی دنیا و مافیہا سے بے رغبتی بے نیازی کی وجہ سے " بتول " کا لقب دیا گیا۔ ان کے علاوہ زوجہ شیر خدا وغیرہ القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

خیال رہے کہ لقب " الزہراء " سے بد باطنوں اور جویان عیب و نقص کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ اور لقب " بتول " سے سیدۃ کی دینداری پر مہر ثبت ہو گئی۔ یوں سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا آئیڈیل شخصیت ہونا ان کے اسم و لقب سے ہی واضح ہو گیا۔

ولادت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت بنائے کعبہ کے سال ہوئی۔ یعنی بعثت نبوی سے تقریباً پانچ سال قبل اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش مکہ، کعبہ کی از سرنو تعمیر کر رہے تھے۔

بچپن

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن مہربان والدین کے سایہ شفقت میں اور نیک

صورت و نیک سیرت بہنوں کے درمیان گذرا ۔ یہ وہ وقت تھا جب تمام اہل مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن و مخالف تھے ۔ کفار مکہ کی ایذا رسانیاں بڑھتی رہیں ۔ یہاں تک کہ آپ کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا ۔ جہاں زندگی کی آسائشیں تو درکنار ' بنیادی ضروریات بھی میسر نہ تھیں ۔ یعنی سیدۃ کو بچپن ہی سے ایسے مصائب و مسائل کا سامنا رہا جن کے سامنے بڑے بڑے عالی ہمت حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں ۔

نبوت کے دسویں سال شعب ابی طالب سے رہائی ملی ۔ مگر مصائب و مشکلات سے رہائی نہ مل سکی ۔ بلکہ ان میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا ۔ اسی سال رمضان المبارک میں مہربان والدہ ' حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سایہ شفقت بھی سر سے اٹھ گیا اور کفار اپنی ایذاء رسانیوں میں حدیں پھلانگنے لگے ۔ یہاں تک کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید کرنے کا ارادہ کر لیا ۔ آخرکار مسلمان بحکم رب تعالیٰ مکہ سے مدینہ شریف ہجرت کر گئے ۔

شادی

۲ھ میں جنگ بدر کے بعد سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی ۔ اس وقت سیدۃ کی عمر اٹھارہ سال سے زائد تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پچیس سال کے تھے ۔

مہر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ بیچ کر اس کی بطور قیمت مہر دی ۔ جو کہ چار سو اسی (۴۸۰) درہم تھی ۔

نوٹ :۔

1 ۔ ۴۸۰ درہم کا وزن ۱۲۶ تولہ چاندی یا ۱.۴۶۹ کلو گرام چاندی ۔

2 ۔ تمام ازدواج مطہرات کا مہر پانچ سو درہم تھا جس کا وزن ۳۱ تولہ چاندی یا ۱.۵۳۰ کلوگرام چاندی کے مساوی ہے ۔

3 ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ " بہتر وہ مہر ہے جو آسان ہو خیال رہے کہ مہر کم از کم دس درہم ہے ۔ اس سے کم نہیں ہو سکتا ۔ دس درہم کا وزن ۲.۲۶ تولہ چاندی یا ۳۰.۶ گرام چاندی ہے ۔

4 ۔ آج کل جسے شرعی مہر کہا جاتا ہے یا دوسرے لفظوں میں ساڑھے تیس روپے بتایا جاتا ہے لغو ہے ۔

جہیز

ایک پلنگ ' ایک چادر ' کھجور کی چھال سے بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ ' دو چکیاں ' ایک مشکیزہ ' ایک چھوٹا سا برتن

اولاد

دو بیٹے ۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور دو بیٹیاں ۔ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم ۔

وفات

سیدۃ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا نے منگل کے روز تین رمضان المبارک ۱۱ھ کو انتقال فرمایا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے ظاہری طور پر پردہ فرما جانے کے چھ ماہ بعد ' اہل بیت میں سے سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا ۔ بوقت وفات سیدۃ تقریباً انتیس سال کی تھیں ۔

غسل :۔ حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت علی رضی اللہ عنہا نے غسل دیا ۔

نماز جنازہ :۔ حضرت ابو بکر ' حضرت عباس ' حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے پڑھائی حضرت علی ' حضرت عباس ' اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم

قبر میں اترے ۔

سیدۃ کو جنت البقیع میں ان کی وصیت کے مطابق رات کے وقت دفن کیا گیا۔

سیدۃ کے خصائص و فضائل

سیدۃ النساء

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ النساء یعنی تمام عورتوں کی سردار ہیں ۔

ام المومنین سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آہستگی کے ساتھ کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں ۔ آپ نے دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں ۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رونے اور پھر فوراً ہنسنے کا سبب پوچھا کہنے لگیں کہ آپ نے مجھے اپنے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کی خبردی تو میں رونے لگی ۔ اس پر آپ نے فرمایا !

اما ترضین ان تکونی سیدہ نساء العالمین او نساء ھذہ الامتہ ؟ قالت فضحکت

ترجمہ :۔ "کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار بنو ' یا اس امت کی عورتوں کی سردار بنو ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ۔ تو میں ہنسنے لگی ۔ "

سیدۃ کی ولادت پر اظہار خوشی

شہزادی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ بتول کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ ان کی پیدائش پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے جب کہ اہل عرب کا ماحول اس کے برعکس تھا ۔ وہاں کے رسم و رواج کے تقاضے اس کے خلاف تھے ۔ پے در پے چار بیٹیوں کی ولادت آپ کے لیے باعث حزن و ملال نہ بنی ۔ بلکہ جونہی ام ایمن

نے چوتھی بیٹی کی ولادت کی خبر سنائی تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور آپ فوراً گئے اور خوشی سے بچی کو اٹھایا ' چوما ' اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مبارکباد دی ۔

پردہ

بنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ کا عالم کیا ہو گا ؟ ذرا ملاحظہ تو کیجئے کہ یہ پردہ نشینوں کی مخدومہ و سردار جب اس دنیا سے پردہ فرماتی ہیں تو وہ بھی پردوں میں ۔

حضرت اسماء بنت عمیس جنہیں اپنا اکثر وقت سیدۃ کی رفاقت میں گزارنے کا شرف حاصل ہوا وہ بیان کرتی ہیں کہ " ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ۔ اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے حبشہ میں ایک چیز دیکھی ہے جو آپ کو دکھاتی ہوں ۔ پھر انہوں نے پتوں سے صاف شدہ کھجور کی تازہ شاخیں منگوا کر انہیں (کمان کی طرح) موڑا ۔ پھر ان پر کپڑا ڈال دیا ۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ۔ " یہ بہت ہی خوب اور بہت ہی اچھا ہے مرد و عورت کے جنازے کی پہچان بھی ہو سکتی ہے ۔ جب میں مرجاؤں تو تم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے غسل دینا ۔ " جب سیدۃ کی وفات ہوئی تو حضرت اسماء نے ان کے لیے ویسی ہی ھودج (پالکی نما چارپائی) بنائی ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا مسلمان خواتین میں سب سے پہلی ہیں جن کے جنازے کو اس طرح ڈھانپا گیا ان کے بعد ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لیے بھی اس طرح ھودج بنائی گئی ۔

اس پر مستزاد یہ کہ سیدۃ نے اپنے لیے رات کے وقت دفن کرنے کی وصیت فرمائی ۔

واہ یہ کیسی مسافر خاتوں ہیں جن کا تمام رخت سفر ہی پردہ ہے اور منزل مقصود

بھی " دنیا و مافیہا ہمیشگی کا پردہ " ہے اور آخری سفر بھی رات کے پردوں میں کرنا چاہتی ہیں ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا کہ اے لوگو ! اپنی نظریں جھکا لو ۔ تا کہ فاطمہ زہراء جنت میں چلی جائیں ۔

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عورت کی بہترین صفت کا ذکر یوں فرمایا کہ " وہ کسی مرد کو دیکھنے کی کوشش نہ کرے ۔ اور یہ کوشش کرے کہ کوئی نامحرم اسے دیکھنے نہ پائے ۔ "

علم

خیال رہے کہ عمل کی بنیاد علم ہی ہوتا ہے اور پھر ایسا عمل جو بے نظیر تھا جس کی اس سے پہلے کوئی مثال نہ تھی ۔

سیدۃ کے علم کا اندازہ کیجئے ۔ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جس گھر میں آنکھ کھولی وہ کلام الٰہی کا جائے نزول تھا ۔ وہی گھر تمام علوم و معارف کا منبع و ماخذ تھا ۔ تحصیل علم کا آغاز قرآن کریم سے کیا جس سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی کتاب نہیں ۔ پھر معرف الٰہی اور احکام الٰہی کا درس دینے والی وہ ہستی تھی جسے سکھانے والی رب تعالیٰ ذات ہے ۔

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے احادیث بھی روایت کیں ۔ کتب احادیث میں آپ سے مروی احادیث کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے ۔

سنن ترمذی میں آپ سے مروی ایک حدیث کچھ یوں ہے آپ فرماتی ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھ کر " **رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک** " پڑھنا چاہئے اور مسجد سے نکلتے وقت درود شریف کے بعد یہی دعا پڑھنی چاہئے ۔ " **رحمتک** " کی جگہ " **فضلک** " بدل لینا چاہئے ۔

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علم کی ایک اور صنف شعر و شاعری سے بھی شغف تھا ۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضری کے موقع پر انہوں نے یہ اشعار پڑھے ۔

ماذا علی من شم تربتہ احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیا لیا

۱ ۔ ترجمہ :- جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی مٹی سونگھی اس پر کیا حرج ہے کہ وہ عمر بھر دوسری خوشبوئیں نہ سونگھے (کیونکہ کسی خوشبو میں وہ کیف و سرور نہیں جو اس میں ہے ۔) غوالی : مشک و عنبر و کافور سے مرکب خوشبو)

۲ ۔ مجھ پر ایسی مصیبتیں ڈالی گئیں جو دنوں پر ڈالی جاتی تو رات ہو جاتے ۔

فصاحت و بلاغت

سیدۃ کا شمار فصیحہ و بلیغہ خواتین میں ہوتا ہے کلام اللہ یعنی قرآن جیسی فصیح و بلیغ کتاب پر انہیں عبور حاصل تھا ۔ جس وقت وعظ و نصیحت فرماتی تھیں ۔ تو سننے والیوں پر اس قدر اثر ہوتا کہ ان کی روتے روتے ہچکی بند جاتی تھی ۔

عبادت

فرض عبادات تو تھیں ہی فرض ان کے علاوہ قرآن کریم ہر وقت ورد زباں رہتا تھا ۔ حتیٰ کہ گھر کے کام کاج میں مصروفیت کے وقت بھی زباں کی مصروفیت کلام الٰہی کا پڑھنا ہی ہوتی تھی ۔

رب کی اس قدر عبادت کرتی تھیں کہ بعض عبادات تو پہچانی ہی ان کے نام سے جاتی ہیں ۔ جیسے **تسبیحات** فاطمہ ۔ غرض یہ کہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا اکثر عشاء کی نماز کے بعد صبح تک خدا کی یاد میں مصروف رہتی تھیں ۔

خانہ داری

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والدین کے گھر وہ کچھ سیکھا جو ان کے علاوہ مکہ کی کسی اور لڑکی نے نہیں سیکھا تھا جیسے آیات قرآن ۔ مگر اس سب کے باوجود نہ عبادت میں کمی لاتیں اور نہ ادائیگی شکر میں ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا مال غنیمت میں کنیزیں آئی ہیں تم بھی خدمت کے لیے ایک کنیز مانگ لو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ چکی پیس پیس کر میری ہتھیلیوں پر آبلے پڑ گئے ہیں جب وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے آنے کا سبب پوچھا ۔ عرض کیا آپ کو سلام کرنے آئی ہوں ۔ بوجہ شرم و حیا لونڈی نہ مانگی اور واپس لوٹ آئیں ۔ آکر حضرت علیؓ سے یہی عذر بیان کر دیا ۔ پھر دونوں حاضر خدمت اقدس ہوئے ۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کی کہ چکی بکثرت پیسنے سے میری ہتھیلیوں پر آبلے پڑ گئے ہیں ۔ آپ ایک کنیز عنایت فرما دیجئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا ! اس طرح نہیں ہو سکتا کہ تمہیں خادم عطا کر دوں اور اہل صفہ بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھ رہے ہیں پھر فرمایا میں تمہیں کنیز سے بہتر چیز بتاتا ہوں ۔ اور وہ چیز یہ کلمات ہیں جو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتائے ہیں ۔ یعنی ہر نماز کے بعد سبحان اللہ دس بار ' اور الحمدللہ دس بار ' اور اللہ اکبر دس بار پڑھو ' اور سوتے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ ' اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو ۔

اس حدیث شریف سے حضرت علیؓ کے کنبہ کی معاشی حالت سیدۃ فاطمہؓ کی

خانہ داری کے علاوہ زہد و ریاضت ' تسلیم و رضا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے لئے اور اپنے اہل کے لئے دنیا و اقوال دنیا سے علیحدگی و برات بخوبی آشکارا ہوتی ہے ۔

صبر و قناعت

فقر و فاقہ کی حالت ہوتی یا آسودگی و خوشحالی کی دونوں صورتوں میں سیدۃ فاطمہؓ نے صبر و شکر کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کی ۔

جس وقت حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی شادی ہوئی تو ان کا بستر ایک مینڈھے کی کھال تھی ۔ رات ہوتی تو اس کی اون والی جانب پر سوجاتے ' دن چڑھتا تو اسی پر پانی لانے والے اونٹ کو چارہ ڈال دیتے ۔ اور تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی ۔

ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کی دی ہوئی سونے کی زنجیر پہن رکھی تھی ۔ حضورؐ تشریف لائے تو انہوں نے سیدۃ بتول کے گلے میں اس دنیاوی زینت و مال کو ناپسند فرمایا ۔ تو حضرت فاطمہؓ نے فوراً ہی اتار کر اس کے عوض غلام خرید لیا ۔

گھر میں لونڈی کی اشد ضرورت تھی اس کے باوجود لونڈی کے بدلے **تسبیحات** کی مداومت تھی ۔ جی بالکل یہی حالت قناعت کی تھی ۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں ۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول

ترجمہ :۔ تسلیم و رضا کی کھیتی کا حاصل ' دنیا کی ماؤں کے لئے اور مسلمان عورتوں کے لئے روشنی کا مینار خاتون جنت بتول ہی ہیں ۔

ایثار خواہ کیسا ہی فقر و فاقہ ہوتا ، تنگ دستی و عسر کی کیسی بھی حالت ہوتی ، وہ سیدۃ کے ایثار و قربانی کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی ۔

ایک مرتبہ ایک نو مسلم شخص حضورؐ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرتا ہے آپ اس کی مدد کے لئے صحابہ کرام کو حکم فرماتے ہیں اس وقت خدمت اقدس میں موجود صحابہ اپنے اپنے مقدور بھر اس کی اعانت و مدد کرتے ہیں ۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اپنی اونٹنی دے دیتے ہیں ۔ حضرت علیؓ اپنا عمامہ اسے عطا کر دیتے ہیں ۔ مگر اس کی بھوک مٹانے کے لئے کھانے کا کہیں سے انتظام نہیں ہو پاتا ۔

آخر کار سلمان فارسیؓ اس شخص کو حضرت فاطمہؓ کے دروازے پر لے جاتے ہیں ، کہ یہاں سے خالی ہاتھ نہ لوٹیں گے ، سیدۃ ضرور کچھ مدد کریں گی ۔ اتفاق ایسا کہ اس وقت گھر میں کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی جو سائل کی بھوک دور کرنے کے لئے دی جاسکتی ۔ کیونکہ خود اس گھر والے تین دن کے فاقے سے تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے اسے خالی ہاتھ نہ لوٹایا ۔ اپنی چادر اتاری اور حضرت سلمانؓ کو دے دی کہ اسے فروخت کر کے سائل کی خوراک کا انتظام کر لیا جائے ۔

حضرت سلمانؓ نے چادر بتول لے کر شمعون یہودی کے پاس پہنچے اور چادر دے کر اناج مانگا ۔ یہودی کو جب تفصیل معلوم ہوئی تو وہ حیرت میں ڈوب گیا ۔ کچھ دیر غور و فکر کے بعد سر اٹھایا اور بولا ! بے شک یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے ۔ اور فوراً اسلام قبول کر لیا ۔ سیدۃ کی چادر واپس کر دی اور اناج بغیر معاوضہ دے دیا ۔ یوں اس سائل کو سیدۃ کے دروازے سے مایوس اور خالی ہاتھ نہ لوٹنا پڑا ۔ علامہ اقبال اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں ۔

بہر محتاجے دلش آں گو نہ سوخت
بایہودے چادر خودرا فروخت

ترجمہ :- ایک محتاج کے لئے آپ کا دل اس طرح جلا کہ (اس کی حاجت براری

کے لئے) اپنی چادر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دی ۔

حق زوجیت

حضرت فاطمہ نے اپنی ازدواجی زندگی کو بھی احکام الٰہیہ کے مطابق گزارا ۔ تنگی و فراخی کو ، لیل و نہار کی گردش کو ، حالات کے نشیب و فراز کو اس پر اثرانداز نہ ہونے دیا ۔ سیدۃ فاطمہ حضرت علی کی رضا جوئی کرتی رہیں اور حق زوجیت خوب ادا کرتی رہیں ۔

ایک مرتبہ سیدۃ فاطمہ بیمار تھیں ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مطلع ہوئے تو عیادت کے لئے سیدۃ کے ہاں تشریف لے گئے اور اندر جانے کی اجازت مانگی ۔ تو حضرت علیؓ نے کہا اے فاطمہ ابوبکرؓ آئے ہیں ، اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں ۔ تو انہوں نے کہا ! کیا آپ انہیں اجازت دینا چاہتے ہیں ؟ حضرت علیؓ نے کہا ہاں ۔ اس پر حضرت فاطمہؓ نے بھی اجازت دے دی ۔

اس طرح سیدۃ کی یہ سنت معلوم ہوئی کہ وہ کسی کو بھی اپنے گھر میں اپنے زوج محترم کی اذن کے بغیر داخل نہ ہونے دیتی تھیں ۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی اذن دینے کے لئے اذن خاوند کا انتظار کرنا ، غایت درجہ فرمانبرداری کو ظاہر کرتا ہے ۔ اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے احکام پر ہر حال عمل میں ہوتا تھا ۔

بہنوں سے محبت

سیدۃ فاطمہ کی بہنوں کے نام زینب اور ام کلثوم تھے ۔ اپنی بہنوں سے الفت و محبت کے سبب انہوں نے بیٹیوں کے نام وہی رکھے ۔

جنگ احد میں عملی حصہ

خواتین اسلام نے اپنی زندگیوں کی عام روش سے ہٹ کر میدان جنگ میں بھی کارہائے نمایاں انجام دئے ۔ حضرت صفیہؓ جیسی بہادر خاتون کا شمار بھی سرفہرست

سیدۃ النساء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہل خانہ میں سے سب سے پیاری اور محبوب تھیں ۔ اس لیے جب آپ سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدۃ سے ہی ملتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں میں سب سے پیارا کون تھا ؟ تو انہوں نے کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں سے کون ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ فاطمہ کے خاوند رضی اللہ عنہ ۔

اسی کے مثل یہ حدیث بھی ہے ۔

کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ و من الرجال علی

ترجمہ :- عورتوں میں سب سے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں سے علی رضی اللہ عنہ ۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ سے ملنے کے لیے آتیں تو آپ ازراہ شفقت پدری اٹھ کھڑے ہوتے اور انہیں چومتے اور استقبال کرتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کی تشریف آوری پر ایسے ہی کیا کرتی تھیں ۔

سیدۃ کو اپنے والد گرامی سے بڑی محبت تھی ۔ آپ کو ناراض نہ کرتیں جو چیز اپنے والد مہربان کے مزاج کے خلاف پاتیں فوراً ترک کر دیتیں اسی محبت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد انہیں کسی نے ہنستے نہ دیکھا ۔ یہاں تک کہ خود بھی ان سے جا ملیں ۔

جگر پارہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس پیاری بیٹی کے لیے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ :

(۱) **فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی**

ترجمہ :- فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا ۔

(۲) **بضعۃ منی یریبنی ما یریبھا یئو ذینی ما یئوذیھا**

ترجمہ :- فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے ۔ جو چیز اسے تشویش میں ڈالتی ہے وہ مجھے تشویش میں ڈالتی ہے اور جو چیز اسے ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے ۔

(۳) **ان اللہ یرضی لرضاک ویغضب لغضبک**

ترجمہ :- بے شک اللہ راضی ہے تجھے راضی کرنے میں اور ناراض ہے تجھے ناراض کرنے میں ۔

کاش وہ چہرہ میری آنکھ نے دیکھا ہوتا
مجھے تقدیر نے اس دور میں لکھا ہوتا

نوٹ :-

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی سے بچنے کے لیے ان کی رضا حاصل کرنے کے لیے ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ، ان کی سیرت اطہر کو اپنانا ان کو آئیڈیل بنا لینا ضروری ہے ۔

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی محبت و شفقت فرمایا کرتے تھے ۔ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ

○ **ان الحسن والحسین ھما ریحانای من الدنیا**

ترجمہ :- بے شک حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) دونوں میرے دو پھول ہیں۔

○ **الحسن و الحسین سید الشباب اھل الجنۃ**

ترجمہ :- بے شک حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

شرف خاص

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایک خاص شرف یہ بھی ہے کہ آپ ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ چلا باقی صاحبزادیوں میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد ہی نہ تھی ۔ جب کہ حضرت زینب و رقیہ کی اولاد تو ہوئی مگر صغیر سنی میں انتقال کر گئی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

کل بنی ادم ینتمون الی عصبتہم الا ولد فاطمۃ فانی انا ابوھم وعصبتھم

ترجمہ :- تمام اولاد آدم اپنے پدری رشتہ داروں کی طرف منسوب ہوتی ہے ۔ سوائے فاطمہ کی اولاد کے کہ میں ان کا باپ ہوں اور عصبہ ہوں ۔

حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حرف آخر

اس سارے ذکر سے مقصود و مطلوب صرف اتنی سی بات ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے متقی باپ ہوں ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی نیک مائیں ہوں

تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما جیسے بیٹے آج بھی پیدا ہو سکتے ہیں ۔ رب تعالیٰ ان کی روشن سیرت کو اپنانے کی توفیق دے (آمین ثم آمین)

خدایا بحق نبی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ

گر دعوتم ردکنی ور قبول
من ودست و دامان آل رسول

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

مصادر و مراجع

نام مصنف	نام کتاب	
(١) محمد بن عبداللہ	مشکوۃ المصابیح	
(٢) محمد بن سعد	الطبقات الکبریٰ	جلد : ٨
(٣) ابن اثیر	اسد الغابتہ	جلد : ٥
(٤) ابن حجر العسقلانی	الاصابتہ فی تمیز الصحابتہ	جلد : ٤
(٥) حافظ ابن عبد البر	الاستیعاب فی اسماء الاصحاب	
(٦) حافظ شمس الدین الذھبی	سیر اعلام النبلاء	جلد : ٢
(٧) عمر رضا کحالتہ	اعلام النساء	جلد : ٤
(٨) خیر الدین الزرکلی	الاعلام	جلد : ٥
(٩) عباس محمود العقاد	فاطمتہ الزھراء والفاطمیون	
(١٠) عمر ابو النصر	فاطمتہ بنت محمدؐ	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشم رحمتہ للعالمین
آں امام اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ہل اتی
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں کارواں سالار عشق

ترجمہ :-

(۱) حضرت مریم ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک نسبت سے محترم ہیں اور حضرت زھرا ، تین نسبتوں کی بنا پر محترم ہیں ۔

(۲) وہ اولین و آخرین کے امام ، تمام جہانوں کے لیے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور چشم ہیں

(۳) وہ تاجدار ہل اتی ، مرتضیٰ ، مشکل کشا ، شیر خدا کی زوجہ محترمہ ہیں ۔

(۴) وہ عشق کی پرکار کے مرکز (امام حسن) کی ماں ہیں ، اور کاروان عشق کے سالار (امام حسین) کی والدہ ہیں ۔

صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہم وسلم

(ترجمہ : زاہدہ بانو)

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خُونِ خیرُ الرُّسُل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتُولِ جگر پارۂ مُصطفیٰ
حجلہ آرائے عفّت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ